جدّتِ اظہار



شہناز مزمل

جرأتِ اظہار

شہناز مزمل

بک سروس شادمان لاہور

کتاب	جراتِ اظہار
شاعرہ	شہناز مزمل
اشاعت	اول
ناشر	بک سروس شادمان لاہور۔
تعداد	۵۰۰
پرنٹرز	عوامی پریس لارنس روڈ لاہور

انتساب

والدِ مرحوم حشر القادری کے نام

جنہوں نے مجھے جراتِ اظہار کا سلیقہ بخشا

ترتیب

نظمیں

غزلیں

"جراتِ اظہار"

پاکستان میں جہاں اردو ادب کی خدمت کہن سال بلند پایہ ممتاز اور کہنہ مشق شعراء اور ادبا کر رہے ہیں وہاں ادیب خواتین بھی اپنا رول بڑے سلیقے سے ادا کرنے میں کسی گروہ سے پیچھے نہیں ان میں شمیم ملیح آبادی، رابعہ نہاں، ادا جعفری، کشور ناہید، شبنم شکیل اور دوسری شاعرات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

حضرت حشر القادری مرحوم کی صاحبزادی شہناز مزمل پاکستان میں پیدا ہوئیں۔ اعلیٰ تعلیم کے مرحلے بڑی کامیابی سے طے کئے ان دنوں ایک عظیم کتاب خانہ گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن لائبریری میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

فن شاعری انہیں وراثت میں ملا ہے وہ دنیائے شعرو ادب میں ایک نیا رنگ اور نیا آہنگ لے کے آ رہی ہیں۔

رسائل و جرائد میں چھپنے سے بے نیاز رہنے کی وجہ سے وہ عام ادبی حلقوں میں متعارف نہیں لیکن خواص ان کے فن اور فکر سے بخوبی آشنا ہیں۔

"جرات اظہار" ان کی غزلوں اور نظموں کا مجموعہ ہے۔ یہ ان کمیاب لمحوں کا حاصل ہے جو انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں سے کسی نہ کسی طرح حاصل کئے ان کی طبیعت کی سادگی، شرافت اور خلوص کسی کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کا دھیما لہجہ ہمدردانہ رویہ سب کے لئے باعث کشش ہے وہ ایک شریف الطبع عبادت گزار خاتون ہیں۔

انہیں ہم جدید خواتین میں بھی شامل کر سکتے ہیں لیکن بنیادی طور پر وہ مسلمان خاتون ہیں جنہیں بچوں کی تربیت اور خاوند کی خدمت عبادت نظر آتی ہے۔ شہناز مزمل کی شاعری غزل اور نظم دونوں پر محیط ہے اعلیٰ انسانی قدریں جنہیں ہم بجا طور پر اسلامی اور آفاقی اقدار کا نام دے سکتے ہیں ان کی شاعری میں جا بجا موجود ہیں۔

شہناز مزمل کی غزل میں پاکیزگیِ فکر اور دلنواز پیرایہ بیان بیک وقت موجود ہے وہ اپنی

فکر میں شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں - ان کے ہاں نئی امنگوں اور تازہ ولولوں کا پیغام بڑے خوبصورت انداز میں ملتا ہے غم کے کسی موڑ پر بھی ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں چھلکتے وہ بڑے ضبط و تحمل سے زندگی کے برتنے کا سلیقہ جانتی ہیں -

اسلام اور پاکستان سے والہانہ محبت نے اُن کی شاعری میں خدمت دین و ادب کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے -

وہ ست گام مسافروں کو اپنی منزل کی طرف جدوجہد اور مسلسل سفر کا پیغام دیتی ہیں -

جرات اظہار میں شہناز مزمل کی نظموں کے علاوہ غزلیں بھی موجود ہیں ہر غزل میں پاکیزگی اور بلند خیالی ان کی ذاتی زندگی کی عکاس ' وہ ذاتی تجربوں اور اجتماعی شعور و احساسات کو اس انداز سے خوبصورت پیرہن پہناتی ہیں کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے -

اگر شہنازؔ مزمل نے اپنے بزرگوں کے ذخیرہ علمی کا مطالعہ...... ان کی روایات کا احترام جاری رکھا تو وہ دنیائے ادب میں ممتاز مقام حاصل کر لیں گی -

وہ ملت کے ست رو مردوں کو جدوجہد اور "تیز تر گامزن" کا پیغام دیتی ہیں ان کی تمام شاعرانہ کاوشیں اسی جذبے کی مرہون منت ہیں -

وہ غزلوں کی پاکیزگی میں اپنی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں اپنی مسلسل کاوش اور خلوص فکر سے وہ اہل فن سے خراج تحسین حاصل کر لیں گی اور دنیائے ادب میں گہرے نقوش ثبت کریں گی - ان کے فکر میں گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی -

ہماری دلی دعا ہے کہ وہ ادب میں زندہ جاوید مقام حاصل کریں اور ان کا یہ مجموعہ کلام اردو شاعری میں نئی جہتوں کا پیغامبر ہو -

ان کے کلام سے چند اشعار پڑھیے اور سر دھنیئے -------

میرا مذہب ہے محبت میرا مشرب ہے خلوص -
دشمنوں سے بھی ہے اپنوں کی طرح پیار مجھے

میں ہوں خاموش یہ اک راز نہاں ہے شہناز
یہ غلط ہے کہ نہیں جراتِ اظہار مجھے

داستان غم دل کا ہے جو آنسو محرم
میں نے وہ اشک بھی پلکوں میں چھپا رکھا ہے

حیران ہوں کہ جذبہ وحدت کو بھول کر
کیوں فرقہ بندیوں میں مسلمان بٹ گیا

میرے سجدوں کے مقدر میں وہ سنگ در نہ تھا
میری پیشانی پہ داغ نا رسائی دیکھئے

کمزوروں کا احساس ، غریبوں کی محبت
اسلام کی نظروں میں ہے یہ ایک عبادت
اس جذبے کا کس لئے دل میں تیرے فقدان
اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

فریب کھائے ہیں دنیا میں اس قدر میں نے
ترا تو کیا مجھے اپنا بھی اعتبار نہیں

مقام زندگی ملتا ہے ان کو بام رفعت پر
ودیعت جن کو فطرت سے طبیعت عاجزانہ ہے

زمانہ ایک طرف ہے تو اک طرف دل ہے
مرے لئے بڑا مشکل ہے فیصلہ یا رب !

ذرے کی آفتاب میں دیکھے گا جھلکیاں
پردہ تری نگاہ سے جس وقت ہٹ گیا

اللہ سے کسی کو محبت نہیں رہی
دولت سے ہو گئی ہے عقیدت نہ پوچھیئے

جرات اظہار میں اس قبیل کے لاتعداد اشعار اور بھی موجود ہیں ---- ماشا اللہ

طفیل ہوشیار پوری
ماڈل ٹاؤن لاہور
۱.۱۰.۹۰

سرسری بیان

شہناز مزمل ان خوش نصیب انسانوں میں سے ہیں کتاب جن کی زندگی ہے وہ مقدس ترین پیشوں میں سے ایک اہم پیشے سے وابستہ ہیں - ظاہر ہے نفاست ان کے مزاج میں رچی بسی ہے وہ ایک مہذب، اور شائستہ خاتون ہیں - ان صفات کے حامل انسان کو ادب دوست تو ہونا ہی چاہئے ---- مگر تخلیق ادب خصوصاً شاعری ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو عطا ہوتی ہے اکتسابی نہیں ہوتی - شہناز شاعر ہیں ماحول ان کا کتاب - مزاج ان کا نفیس، شاعری ان کی فطری، اردو ان کی اپنی زبان ---- ان سب باتوں نے انہیں ایک ایسی شاعر بنادیا ہے کہ ان سے خوش گوار توقع وابستہ کی جاسکتی ہے اگر وہ ذمے داری اور ذوق و شوق سے گہری توجہ دینے کا ارادہ یا عزم کر لیں ---- شاعری سپردگی کا مطالعہ کرتی ہے -

ان کی شاعری اپنی معاصر شاعرات سے بہت حد تک مختلف ہے ان کے موضوعات عام طور پر قومی، ملی، اور اصلاحی ہیں انہوں نے اپنا قاری بچوں کے طبقے کو بنایا ہے مگر انہیں بچوں کا شاعر نہیں کہا جا سکتا وہ بچوں کے ساتھ کھیلتی نہیں - انہیں گدگدانے کی کوشش نہیں کرتیں جیسے عام طور سے بچوں کے شاعر کرتے ہیں ---- وہ ایک ماں ہیں ---- اور ماں کی حیثیت میں تربیت کرنے کی کوشش کرتی ہیں - ان کے موضوع اخلاقیات پاکستان اور اسلام سے زیادہ متعلق ہیں - اپنے پسندیدہ موضوعات کے لئے نہایت مناسب اور متوازن زبان استعمال کرتی ہیں ان کے بیان میں سادگی اور پرکاری نیز تاثیر بدرجہ اتم محسوس ہوتی ہے وہ عام طور سے نظم کی ہیئت استعمال کرتی ہیں اور یہی ان کے موضوعات کا تقاضا ہے -

غزل شاید انہوں نے بہت کم کہی ہے کم سے کم اس مجموعے سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جو چند غزلیں شامل کی ہیں وہ گواہی دیتی ہیں کہ انہیں ہمہ وقت مادر مشفق ہی کا کردار ادا نہیں کرنا چاہئے - اس سرحد سے باہر بھی نکلنا چاہئے حسن و عشق کے تذکرے کے بغیر نہ زندگی مکمل ہوتی ہے نہ شاعری اپنے جوہر دکھاتی ہے ---- کچھ ایسی ہی صورت حال غزل کی ہے - غزل کے بغیر اردو شاعری کا کوئی مجموعہ بڑی مشکل سے اعتبار حاصل کر سکتا ہے - قصہ مختصر اگر وہ اپنے آپ کو گوشہ گیری سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں تو ایک کامیاب شاعر تسلیم کی جا سکتی ہیں -

شہرت بخاری
ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی
لاہور --- ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء

مقتدر شعراء کرام جناب طفیل ہوشیارپوری صاحب کے اظہارِ خیال اور جناب شہرت بخاری صاحب کے "سرسری بیان" کے بعد مجھ جیسے طفل مکتب کا کچھ کہنا بے معنی سا لگتا ہے بس یوں سمجھ لیجئے۔

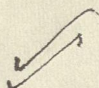
خامشی ہے مری احساس ادب کی شاہد
کون کہتا ہے نہیں جراتِ اظہار مجھے

میرے جذبات کی ترجمانی کے لئے جرات اظہار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اپنے بارے میں خود کچھ کہنا بہت مشکل اور مجھ میں جراتِ اظہار کا سلیقہ کس حد تک ہے یہ فیصلہ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے آپ کے پر خلوص مشوروں کی منتظر رہوں گی۔

شہناز مزمل

لاہور

خامشی ہے مری احساسِ ادب کی شاہد
کون کہتا ہے نہیں جراتِ اظہار مجھے



آرزو

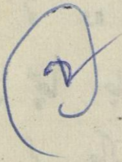
یہی میری گذارش ہے یہی ہے التجا میری
بنامِ مصطفیٰ ؐ منظور کر مولا دعا میری
جبینِ شوق کے سجدے ہوں تیرا آستانہ ہو
نمازِ عشق جیتے جی نہ ہو یارب قضا میری
کروں میں خدمتِ انسانیت توفیق دے مجھ کو
کسی کے کام آؤں ہو یہی کوشش سدا میری
خطاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے میرے دامن میں
خدائے لم یزل کرنا مدد روزِ جزا میری
میرا اعمال نامہ تیری نظروں سے نہ ہو اوجھل

نگاہوں میں ہے تیری ابتداء و انتہاء میری
نگاہِ پاک دے اور دیدۂ ادراک دے مجھ کو
حیاتِ چند روزہ ہو علائق سے رہا میری
تیرے لطف و کرم کے سلسلے ہیں بیکراں مولا
مقابل تیری رحمت کے نہیں کچھ بھی خطا میری
خدائے پاک کی توصیف کا حق ہو ادا کیسے
تو ہی شہنازؔ کہہ انصاف سے ہستی ہے کیا تیری

دُعا

نگاہِ کرم اے خدا مانگتے ہیں
ہم انسانیت کا بھلا مانگتے ہیں
چلیں تیرے محبوب کے راستے پر
یہ شام و سحر ہم دُعا مانگتے ہیں
یہی تجھ سے رب کرم التجا ہے
یہی تجھ سے صبح و مساء مانگتے ہیں
فقیرِ محبت رہے زندگی میں
بہر گام تیری رضا مانگتے ہیں

نہیں مال و دولت کی دل میں تمنا
عنایت تری اے خدا مانگتے ہیں
سدا کام آتے رہے دوسروں کے
یہ جذبات رب العلی مانگتے ہیں
سزا و جزا تیرے بس میں ہے مولا
تجھے ہے خبر تجھ سے کیا مانگتے ہیں
تو ربِ کرم ہے گناھگار تیرے
کرم تجھ سے روزِ جزا مانگتے ہیں



ہادی ہے محمدؐ

ہادی ہے محمدؐ ترا رہبر ترا قرآن
تو بھول گیا کس لئے اللہ کا فرمان
اسلام کی کوئی بھی صفت تجھ میں نہیں ہے
غیرت نہ محبت نہ حمیت نہ وہ ایمان
آنکھیں تجھے دکھلائے نہ کیوں کفر جہاں میں
دل میں تیرے ایمان کے جذبے کا ہے فقدان
سنگینی حالات کا اب ہے یہ تقاضا
سر رکھ کے ہتھیلی پہ نکل آ سر میدان

وحدت کی قسم تجھ کو محبت کی قسم ہے
دنیا کو دکھا نعرۂ تکبیر کی پھر شان
پابندِ سلاسل تو ہے محدود نہیں ہے
تو وہ ہے اتارا گیا جس کے لئے قرآن
چھا جائے نہ دنیا پہ کہیں کفر کی ظلمت
کر چاک جگر اس کا دکھا قوتِ ایمان
اقبال کے القاب پہ ﷺ نظر کر
اقبال تجھے کہتا ہے اللہ کی برہان
شہناز شب و روز یہ کرتی ہے دعائیں
ہو جائے مجھے دین کا ایمان کا عرفان

شہناز کے دل میں ہے فقط ایک تمنا
مل جائے ہمیں جلدی کہ اک جائے گا عرفان

پہچان

اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان
یہ دین ہے فطرت کا یہ فطرت کا ہے ایمان

اسلام کے مکتب سے اخوت کا سبق لے
لے درس محبت کا حمیت کا سبق لے
ہو جائے اگر جان سے اسلام پہ قربان
اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

اسلام کا پیغام ہے پیغام محمدؐ
اسلام حقیقت میں ہے انعام محمدؐ
اسلام ہی کرتا ہے عطا دولتِ عرفان
اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

اسلام سے ملتا ہے فقط درسِ مساوات   اسلام کی ہیں روشن و تابندہ روایات

تاریخ پہ کر غور ذرا بے خبر انسان

اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

کمزوروں کا احساس غریبوں کی محبت   اسلام کی نظروں میں یہ ہے ایک عبادت

اس جذبے کا ہے دل میں ترے کس لئے فقدان

اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

محتاج و غنی شاہ و گدا ایک ہی صف میں   کرتے ہیں نماز اپنی ادا ایک ہی صف میں

ہے اپنی نظر آپ مساوات کی یہ شان

اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

اللہ کے ارشاد کا ہوتا ہے جہاں پاس   دل جس کا محمدؐ کی محبت کا ہو عکاس

لاریب ہے اس شخص کا اللہ نگہبان

اسلام کا بندہ ہے تو اسلام کو پہچان

3

راہِ اسلام

دنیا میں جسے اپنی بھی پہچان نہیں ہے
سچ بات تو یہ ہے کہ وہ انسان نہیں ہے

تہذیب نوی نے تجھے چھوڑا نہ کہیں کا
ناداں تری ذات ہے اک بوجھ زمیں کا

آباء کی وراثت سے ہے دامن ترا خالی
پھر بھی تو حیات اپنی سمجھتا ہے مثالی

اسلام کا پیغام فراموش کیا ہے
اللہ کا انعام فراموش کیا ہے

وہ رنگ محبت ہے نہ وہ جوشِ حمیت
پہلی سی شجاعت نہ مروت نہ وہ جرأت

کہنے کو تو کہلاتا ہے دنیا میں مسلمان
محکم ہے ترا دین نہ پختہ تیرا ایمان

فرمودۂ قرآں پہ دن رات عمل کر
مل جائے گی منزل رہِ اسلام پہ چل کر

دشمنوں کو دانش و حکمت سے دے کر تم شکست
زندگی بھر قوم کے تم مہرباں بن کر رہو

قائداعظم

ملت بیضاء کی عظمت کا نشاں بن کر رہا
وہ رہا جب تک زمیں پر آسماں بن کر رہا

ناتواں تھا جسم لیکن عزم تھے اس کے بلند
دشمنوں کی راہ کا سنگِ گراں بن کر رہا

کھا رہی تھی قوم راہ زندگی میں ٹھوکریں
راہروانِ بے اماں کی وہ اماں بن کر رہا

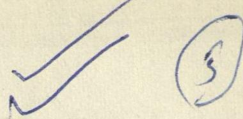
کاروان گم کردہ منزل تھا فضا تاریک تھی
رہ نمائی کے لئے وہ شمع ساں بن کر رہا

دشمنوں کو دانش و حکمت سے دی اس نے شکست
زندگی بھر قوم کا وہ مہرباں بن کر رہا

دشمنی کی دھوپ کی شدت قیامت خیز تھی
منزل فکر و عمل میں سائباں بن کر رہا
قوم کے مردہ دلوں میں اس نے بھر دیں بجلیاں
شوکتِ اسلاف کا وہ ترجماں بن کر رہا
قوم کو ایمان کی ایقان کی تعلیم دی
اس طرح وہ دشمنِ وہم و گماں بن کر رہا
ملک پاکستان اس کی کوششوں کا ہے ثمر
فکر سے اس کی یہ نقشِ جاوداں بن کر رہا
قائد اعظم جسے شہنازؔ کہتا ہے جہاں
عالم ہستی میں جاںؔ داستاں بن کر رہا

حضرت اقبال جس کو [illegible] کہتا ہے جہاں
ملک پاکستان اپنی کوششوں کا ہے ثمر
پاسبان وقت ہر دم پاسباں بن کر رہا
دے گئے [illegible] اپنا نقش جاوداں بن کر رہیں
عالم ہستی میں جان داستاں بن کر رہا

ظلمت شب میں [illegible]
تم اندھیروں کو مٹانے کے لئے پیدا ہوئے
پاسبان [illegible]
ظلمت شب میں اندھیروں کی ضیا بن کر رہو



پاکستان

تم ہو جانِ پاکستان
تم ہو آنِ پاکستان

قائداعظم کی دانائی ملتِ مسلم کے کام آئی
وحدت نے اعجاز دکھایا تم نے پاکستان بنایا

تم ہو شانِ پاکستان
تم ہو جانِ پاکستان

قوم نے ہنس کر دی قربانی کام گیا ایسا لاثانی
جنت ایسے قریے چھوڑے. لاکھ ستم دشمن نے توڑے

کیا کیا جانیں کیں قربان
تم ہو شانِ پاکستان

سندھی اور بلوچستانی پنجابی اور کوہستانی
قوموں اور صوبوں کے جھگڑے الٹے منصوبوں کے جھگڑے
کر گئے ملت کا نقصان
تم ہو جانِ پاکستان

فطرت کے منشور کو دیکھو قرانی دستور کو دیکھو
منزل قدموں میں آئے گی دنیا جنت بن جائے گی
خوش ہو گا تم پر رحمان
تم ہو جانِ پاکستان

ایک پرچم کے نیچے آؤ شان اخوت کی دکھلاؤ
ایک خدا اور ایک رسول یہ کیوں تم بیٹھے ہو بھول
ایک تمہارا ہے قران
تم ہو شانِ پاکستان

تم ہو جانِ پاکستان
تم ہو شانِ پاکستان

بچوں کا عالمی دن

یہ عالمی دن ہے بچوں کا
اے بچو تمہیں مبارک ہو

اس دن کی بڑی اہمیت ہے — یہ دن جانِ تہنیت ہے
پیغام ذرا اس کا سن لو — اے بچو تمہیں مبارک ہو
ہر ملک میں اس کی شہرت ہے — ہر قوم میں اس کی عزت ہے
مرکز ہے اس کا یونیسکو — اے بچو تمہیں مبارک ہو
پیغامِ محبت دیتا ہے — یہ وعدے سب سے لیتا ہے
اس دن کی اہمیت سمجھو — اے بچو تمہیں مبارک ہو
تم مستقبل ہو قوموں کے — تم جان و دل ہو قوموں کے
دنیا پر یہ ثابت کر دو — اے بچو تمہیں مبارک ہو

ہر آن تمہاری خوشنودی ہر آن تمہاری بہبودی
ہم سوچ رہے ہیں سچ مانو اے بچو تمہیں مبارک ہو
اک مرکز پر آجاؤ گے تم دنیا پر چھا جاؤ گے
تم مل کر اک آواز بنو اے بچو تمہیں مبارک ہو
تم اپنے اور بیگانے کو یہ دو پیغام زمانے میں
دنیا میں ہو کر ایک رہو اے بچو تمہیں مبارک

یہ عالمی دن ہے بچوں کا
اے بچو تمہیں مبارک ہو

وطن کی بیٹی

بہادروں میں ہو تیرا شمار اے بیٹی
تو ملک و قوم کا ہو افتخار اے بیٹی

ترے تقدس و کردار پہ نہ حرف آئے
تو ایسے زندگی اپنی گزار اے بیٹی

تری نظر میں رہے اپنے خاندان کی شان
اسی میں ہے ترا عزو و وقار اے بیٹی

تری نگاہ میں ہر دم ہو اسوۂ زہرہ
وفا و مہر ہو تیرا شعار اے بیٹی

شکن نہ آئے مصیبت کے وقت ماتھے پر
دل ایسا دے تجھے پروردگار اے بیٹی

وطن پہ جان لٹانے کا وقت آئے اگر
خوشی سے جان بھی کرنا نثار اے بیٹی

دعائیں مانگ رہی ہے ترے لئے شہنازؔ
حیات گزرے تری کامگار اے بیٹی

8 ✓

آس کا دیپک

تاریک فضائے ہستی میں — اک اس کا دیپک روشن ہے
جس کی معصوم حسین لو سے — اُجیارا دل کا درپن ہے

یادوں کے دھندلکوں میں اکثر — یہ رنگ سنہری بھرتا ہے
اس آس کے دیپک کے صدقے — برہن کا وقت گذرتا ہے

اس دیپک کے اجیارے سے — ہم جیون پتھ پر چلتے ہیں
جب کم ہوتی ہے لے اس کی — ہم آگ میں تیری جلتے ہیں

یہ دیپک میرا ساتھی ہے　　یہ دیپک میرا سہارا ہے
یہ میری آس کا موتی ہے　　یہ دل کی آس کا تارا ہے

بجھ جائے اگر یہ دیپک بھی　　ہر سمت اندھیرا ہو جائے
دکھیارا انسان رو رو کر　　وادی میں موت کی سو جائے

اس دیپ کی لو سے ہی جگ میں　　اجیارا دل کا درپن ہے
اجیاری ہے دنیا ساری　　اس دیپ سے روشن جیون ہے

اس آس کے دیپک کی جاناں　　اک مدہم سی دھیمی سی کرن
جیون کی آس دلاتی ہے　　اور تیز مجھے دوڑاتی ہے

اسلاف

تیرے اسلاف نے تجھ کو بڑی زرخیز مٹی دی
اسے بنجر زمیں میں کس لئے تبدیل کرتا ہے
اسے برباد کر کے یوں تیرے کیا ہاتھ آئے گا
ارے نادان کیوں اس دین کی تذلیل کرتا ہے
تیرے اسلاف نے تجھ کو عطا کی حکمرانی بھی
تجھے اعزاز بخشا خسروی کا بادشاہی کا
تیرے کردار نے تجھ کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑا
تو موجب بن گیا ہے ' آپ ہی اپنی تباہی کا
شراب و شاہد و نغمہ سے تو نے لو لگائی ہے
تو سجدہ ریز رہتا ہے بتوں کے آستانوں پر

گرا ہے اپنے ہاتھوں سے بھی تو قعرِ مذلت میں
تسلط تجھ کو بخشا تھا خدا نے آسمانوں میں
تیرے اجداد مومن تھے فقط مومن ہو اب تو بھی
تو خود کو بانٹ کر فرقوں میں کیوں تبدیل کرتا ہے
زمانے کو بدلنے کے لئے پیدا کیا تجھ کو
زمانہ ہر گھڑی تجھ کو ہی کیوں تبدیل کرتا ہے

انسانیت

دور نوی کا پیار سے رشتہ ہی کٹ گیا
ہر شخص اپنی ذات کے اندر سمٹ گیا

ذرے میں آفتاب کی دیکھے گا جھلکیاں
پردہ تیری نگاہ سے جس وقت ہٹ گیا

حیران ہوں کہ جذبہ وحدت کو بھول کر
کیوں فرقہ بندیوں میں مسلمان بٹ گیا

اپنے وجود میں ترا آیا نظر وجود
میں والہانہ سائے سے اپنے لپٹ گیا

اشکوں میں ڈھل گیا دل بیتاب ٹوٹ کر
اک چوٹ ہی سے آئینہ ٹکڑوں میں بٹ گیا

بدقسمتی کا اس کی ٹھکانا نہیں کوئی
محروم تیرے در سے جو سائل پلٹ گیا
رنج و الم سے جان چھٹی موت آ گئی
آخر یہ روز روز کا جھگڑا نمٹ گیا
آنکھوں میں تیری دیکھا ہے شہنازؔ سیلِ غم
اچھا ہوا غبار تیرے دل کا چھٹ گیا

اُلجھی ڈور

زیست اک اُلجھی ڈور
جیون کا اک تنہا موڑ
اک اک لمحہ صدیوں جیسا
ساتھی گئے ہیں سارے چھوڑ

ڈور اُلجھی سلجھاؤ نا
آ کے بزم سجاؤ نا
لمحے واپس لاؤ نا
اور مجھے تڑپاؤ نا

ساتھی سب میرے دو موڑ
تاکہ سلجھے اُلجھی ڈور

شامل کریں

بھول بھلیاں

خرد کی بھول بھلیّاں سے کس طرح نکلوں
کرم سے اپنے کوئی راستہ دکھا یارب

رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی
مجھے علائق دنیا سے کر رہا یارب

اک اضطراب مسلسل ہے زندگی میری
تو اس عذاب سے دامن میرا چھڑا یارب

زمانہ ایک طرف ہے تو اک طرف دل ہے
مرے لئے بڑا مشکل ہے فیصلہ یارب

میں اپنی منزل الفت پہ کس طرح پہنچوں
ترے بغیر نہیں کوئی رہ نما یارب



تائید

اللہ بدلتا ہے انہیں قوموں کی تقدیر
تقدیر سے خائف نہیں جن قوموں کی تدبیر

انسان اگر ڈر کے مصائب سے نہ بھاگے
جھک جاتی ہے تقدیر بھی تدبیر کے آگے

گھبرا کے نہ ہمت اگر انساں کبھی ہارے
بن جاتے ہیں محدود مقدر کے ستارے

جینے کا اگر ولولہ ہو عزم جواں ہو
دوزخ نہ ہو یہ دنیا بھی جنت کا نشاں ہو

جس قوم کی گفتار ہو کردار کی تصویر
حاصل اسے ہوتی ہے دعاؤں میں بھی تاثیر

باطل کی جو بے خوف کیا کرتے ہیں تردید
ملتی ہے انہیں قوموں کو اللہ کی تائید

شامل کر لئے

نیا انداز

زیست کو ایک نیا انداز دیا ہے میں نے
میں نے ہر شام نئی صبح کا چہرہ دیکھا
روک سکتا ہے میری سوچ کی پرواز کو کون
وقت کے لمحوں کو تو نے کبھی ٹھہرا دیکھا
وقت کے ساتھ قدم میرے بڑھے ہیں ہر دم
ہر قدم نے کبھی دریا کبھی صحرا دیکھا
وہی اقوام نظر آتی ہیں اب بھی محکوم
اپنی تہذیب سے جن جن کو معرا دیکھا
لبِ ساحل ہی تو ڈوبا تھا سفینہ اپنا
پانی ساحل کے قریں اتنا بھی گہرا دیکھا

سر پہ باندھے جو کفن حق کے لئے لڑتے ہیں
ان ہی افراد نے ہے فتح کا سہرا دیکھا
نورے نور ہوا جاتا تھا جن کے آگے
گردشِ دھرنے ایسا کبھی چہرہ دیکھا
کیوں زلیخا ہوئی بے تاب ہو کہ آئے یوسف
عشق کا حسن پہ تو نے کبھی پہرہ دیکھا
نور ہی نور تھا سجدے میں گرے ارض و سما
پھر کسی شام نے ایسا نہ سویرا دیکھا

مشورہ

مرد آہن کی طرح کر زندگی اپنی بسر
تجھ سے ہر ٹکرانے والا پاش پاش آئے نظر

کوئی بھی آئے مصیبت ضبط کا دامن نہ چھوڑ
مسکرا کر آ مقابل خوف کھا کر منہ نہ موڑ

کام لے ہمت سے اپنے حوصلوں کو رکھ بلند
آسمانوں پر تری فکر و نظر کی ہو کمند

آسرا درکار ہے تو لے خدا کا آسرا
مشکلوں میں کام آئے گا یہی جذبہ تیرا

زندگانی کر بسر خوف خدا کے سائے میں
کام جو کرنا ہے کر خوف خدا کے سائے میں

قندیلِ امید

یہ دنیا گھر ہے دکھوں کا
سرد آہوں کا گرم اشکوں کا
ہم اس دنیا میں رہتے ہیں
آلامِ جہاں کے سہتے ہیں
آنکھوں سے نیندیں دور رہیں
ہم جینے پر مجبور رہیں
خوشیاں آئیں سپنوں کی طرح
بدلیں نظریں اپنوں کی طرح
اس دنیا میں ہم جیتے ہیں
اور گھونٹ لہو کے پیتے ہیں

امید سے رشتہ ہے جب تک
اس بات میں کوئی نہیں ہے شک
جینے کا اشارہ دیتی ہے
امید سہارا دیتی ہے
بجھ جائے یہ قندیل اگر
انسان پہ جینا ہو دوبھر
امید سے رشتہ قائم رکھ
امید سے رشتہ دائم رکھ
جیون میں جوت جگاتی ہے
امید انسان کی ساتھی ہے



جادۂ عرفان

اندازہ طوفان ہو نہ سکے
تو درد کا درماں کیسے ہو
آگاہ نہیں اپنے سے بشر
طے جادۂ عرفان کیسے ہو

سودا ہے سما یا مغرب کا
اقدار ہیں اپنی کھو بیٹھے
احساس زیاں جب مٹ جائے
انسان پشیمان کیسے ہو

پرکھوں نے گنوا کر جان اپنی
مضبوط فصیلیں دیں تم کو
حق سمجھا تم نے ہر شے پر
اندازۂ احساں کیسے ہو

راہ جنون

تجھے فکر و عمل سے اک نئی دنیا بسانا ہے
خرد کو چھوڑ کر راہ جنوں کو آزمانا ہے
رہ تعمیر میں بچنا ہے اب تخریب کاروں سے
فراست سے تجھے تخریب کاروں کو مٹانا ہے
جہاں سے کفر کو کرنا ہے ایسے درہم و برہم
تو مومن ہے تجھے اب شان مومن کی دکھانا ہے
تجھے ہر ظلم کی دیوار کو مسمار کرنا ہے
جو تیری راہ میں آئے وہ ہر پتھر ہٹانا ہے
بری نظروں سے دیکھے گر کوئی تیرے نشیمن کو
بدل کر روپ بجلی کا نشاں اس کا مٹانا ہے

تو خود بین ہے خودی سے اپنی ہو آگاہ اے ناداں

~~خودی کا تجھ کو اب پیغام دنیا کو سنانا ہے~~

نہ آنے پائے تیرے پائے استقلال میں لغزش

تو ہے دیوار سیسے کی جہاں کو یہ دکھانا ہے

تیرا کردار گر قرآن کے سانچے میں ڈھل جائے

تصنع سے تری دنیا حقیقت میں بدل جائے

وطن میرے کے اے ابنائے قلم جاوداں بن کر رہو

عالم ہستی میں جانِ داستاں بن کر رہو

ملک پاکستان اپنی کوششوں کا ہے ثمر

~~عالم ہستی میں جان داستاں~~

پاسبانِ وقت ہو تم پاسباں بن کر رہو

ملت بیضا کی عظمت کا نشاں بن کر رہو

تم رہو جب تک زمیں پر آسماں بن کر رہو

شامل کرنا

گراں

تندئ باد مخالف

تندئ باد مخالف سے نہ ہرگز خوف کھا
آندھیوں پر طنز کر اور بجلیوں پر مسکرا

کار زارِ زندگی میں کر بسر مردانہ وار
یورشِ آلامِ دنیا کو نہ تو خاطر میں لا

رہ گذارِ زندگی میں بیکراں ہیں ظلمتیں
سینۂ ظلمت سے تجھ کو اخذ کرنا ہے ضیاء

ڈھونڈ نکالنا

منزلیں آئیں گی تیرے خیر مقدم کے لئے
راھرو راہِ وفا شمعیں عزائم کی جلا

چاند تاروں کے جہاں تسخیر کرنا ہیں تجھے
کامیابی کے لئے علم و ہنر کے پر لگا

ڈال کر تاریخِ ماضی پر تفکر کی نظر
معجزہ اجداد کے کردار کا سب کو دکھا

دنیا بھر کی رہنمائی زیب دیتی ہے تجھے
راہ دکھانا ہے جہاں کو آج بن کر رہنما

پھول بن جائیں گے کانٹے تیری راہ شوق میں
جب خلوصِ دل سے تیرے لب پہ آئے گی دعا

غم نہ کر شہنازؔ کوئی زندگی کی راہ میں
تیرا حامی ہے محمدؐ تیرا ناصر ہے خدا

صاحب شمشیر

ہاتھ میں شمشیر ہے تو صاحبِ شمشیر ہے
دیکھ کر حالات دنیا کس لئے دل گیر ہے
باندھ کر سر پر کفن آ کار زارِ دھر میں
کارواں سالار تیرا نعرۂ تکبیر ہے
مذہبِ اسلام کے احکام کو ایماں بنا
مذہبِ اسلام ہی قرآن کی تفسیر ہے
کوئی دشمن بھی تجھے تسخیر کر سکتا نہیں
تو خدا کے فضل سے ناقابلِ تسخیر ہے
کوئی ظلمت تیرا رستہ روک سکتی ہی نہیں
دل میں تیرے موجزن ایمان کی تنویر ہے

درد کا درماں

جب تک کہ مرض معلوم نہ ہو
پھر درد کا داماں کیسے ہو
آسودہ ساحل کشتی کو
اندازہ طوفاں کیسے ہو

دکھ درد نہ بانٹے دنیا کا
انسان پھر انساں کیسے ہو
ظلمت و گنہ کی دلدل میں
یہ شمع فروزاں کیسے ہو

احسان سے رہ کر بیگانہ
انداز احسان کیسے ہو
آئینہ اگر دل بن نہ سکے
عرفان بھی ممکن کیسے ہو

زندگی

مضموں ہیں غموں کے کہیں راحتوں کے باب
ناداں زندگی ہے تیری اک کھلی کتاب
ساحل کا یہ سکوت ہے پیغام موت کا
پیغامِ زندگانی ہے موجوں کا اضطراب
ہر شب کے بعد دن ہے تو ہر دن کے بعد شب
ہر ذات کا نظام ہے مرہونِ انقلاب
ہوتی ہیں ختم جس جگہ بچپن کی سرحدیں
خوش آمدید کہتا ہے آ کر اسے شباب
انسان جاگتی ہوئی آنکھوں سے ہر گھڑی
ہر سمت دیکھتا ہے سہانے سہانے خواب

ہر سمت لہلہاتے ہیں گلزارِ آرزو
ہر سمت مسکراتے ہیں امید کے گلاب

کرتی ہے سحر اس پہ دل آویزیٔ جہان
حسُن و شباب رہتا ہے ہر وقت ہمرکاب

ہر سمت مہ جبینوں کی رنگین محفلیں
منظر ہر ایک جنت و فردوس کا جواب

رہتا نہیں خیال بھی انسان کے ذہن میں
کیا بات ہے گناہ تو کیا بات ہے ثواب

آتا نہیں ہے بھول کے بھی یاد اسے خدا
جب بارگاہِ حسُن میں ہوتا ہے بار یاب

رہتا ہے پاس زور نہ رہتا ہے پاس زر
کہتا ہے الوداع اسے حسُن اور شباب

پھر اپنے اور پرائے اسے پوچھتے نہیں
آتا ہے اس کی دنیا میں ایک ایسا انقلاب

شہناز اس کی دکھوں میں کٹتی ہے زندگی
آہوں میں آنسوؤں کی سمٹتی ہے زندگی

سکوں

زندگی میں سکوں ارے توبہ
زندگی اک حسین دھوکا ہے
نت نئے سے سراب ملتے ہیں
یا ادھورے سے خواب ملتے ہیں
عیش و عشرت کی تشنگی مت پوچھ
یاس و حسرت کے داغ ملتے ہیں
کچھ نہ کچھ تو سکوں ملے یا رب
ناز کو دکھ بے حساب ملتے ہیں

پھر سے وہ اڑ جاتے ہیں

ننھی چڑیاں

صبح سویرے - نور کے تڑکے

آنکھ مری جو کھلتی ہے

لے کے نام خدا کا میں

آغاز سحر کا کرتی ہوں

آنگن میرا بھر جاتا ہے

ننھی منی چڑیوں سے

بعد تیری حمد و ثنا کے

دانہ دنکا چگتی ہیں

اک دوجے سے چھلیں کرتی

کتنی سندر لگتی ہیں

چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں

روٹی کو بھور کے کرتی ہوں

ان کو کھائیں ننھی چڑیاں

آنگن میں رکھ دیتی ہوں

دعوت دیتی ہوں انگنا میں

ننھے منے پرندوں کو

مینا کو

کوئل کو

اور ننھی سی ایک گلہری کو

روٹی کھانے آجاتے ہیں

کالے کالے کوے بھی

اپنی فطرت کی عیاری

یاں بھی وہ دکھلاتے ہیں

پنجہ بڑھا کر

ننھی چڑیوں کا

وہ حصہ کھا جاتے ہیں

میں یہ سارا

کھیل تماشا

چھپ کر دیکھتی رہتی ہوں

دوڑ کے پھر آنگن میں جا کر

ان کو دور بھگاتی ہوں

کھائیں ننھے دوست

سب میرے

ڈھال ان کی بن جاتی ہوں

ننھے پرندے

کھانا کھا کر

پھُر سے وُہ اڑ جاتے ہیں

من میں میرے جانے کتنی

خوشیاں وہ بھر جاتے ہیں

سوہنی دھرتی پاکستان

اک وعدہ ہم نے کرنا ہے
اس دھرتی میں رنگ بھرنا ہے
یہ دھرتی اپنا مان بھی ہے
یہ دھرتی اپنی جان بھی ہے
یہ دھرتی ہے انسانوں کی
یہ دھرتی شیر جوانوں کی
یہاں مائیں اور بہنیں رہتی ہیں
یہ ہنستی اچھی لگتی ہیں
ہر بچہ پاکستانی ہے
ان سب کی جان لگانی ہے
نہ خون کی ہولی کھیلیں گے
میٹھی بولی ہی بولیں گے
اک نکتہ یہ سمجھانا ہے
یہ دھرتی اپنا خزانہ ہے
ہم سجن ہیں ہم ساتھی ہیں
ہم اس کے ساتھی ہی باقی ہیں
ہم مل کر قدم بڑھائیں گے
اپنی پہچان بنائیں گے
دھرتی آسمان بنائیں گے

یہ پاکستان ہمارا ہے
سب دنیا کو دکھلائیں گے

ملت بیضا کی عظمت عالیشان بن کر رہو
تم رہو جب تک زمیں پر آسماں بن کر رہو

خامشی ہے مرے احساس ادب کی شاہد
کون کہتا ہے نہیں جرأت اظہار مجھے

غزلیں



دوست بن کر دوستوں کی بے وفائی دیکھئے
کج ادائی دیکھئے بے اعتنائی دیکھئے

رہگذار شوق میں ہم رکھ تو بیٹھے ہیں قدم
جانے کب منزل پہ ہو اپنی رسائی دیکھئے

کس بلا کا سحر تھا ان کی نگاہِ ناز میں
دل نے خود بڑھ کر نظر کی چوٹ کھائی دیکھئے

میرے سجدوں کے مقدر میں وہ سنگ در نہ تھا
میری پیشانی پہ داغِ نارسائی دیکھئے

عشق میں نام و نسب کا کس کو رہتا ہے خیال
ہے نصیبِ عشق میں تو جگ ہنسائی دیکھئے

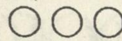
زندگی میں ہم نے دیکھیں الجھنیں ہی الجھنیں
اُلجھنوں سے کس طرح ہو گی رہائی دیکھئے

○○○

زندگی کا ایک پل بھی چین سے گذرا نہیں
جب سے کی تسلیم دل کی راہنمائی دیکھئے

آپ نے ناراض ہو کر جب سے آنکھیں پھیر لیں
میری دشمن بن گئی ساری خدائی دیکھئے

جل رہی ہوں کب سے اے شہنازؔ اپنی آگ میں
اب صریرِ خامہ کی شعلہ نوائی دیکھئے



رنج و آلام سے اب جان چھڑا کر دیکھیں
ہو جو ممکن تو انہیں دل سے بھلا کر دیکھیں
درد کے سائے کہیں روح کو تاریک کریں
آؤ یادوں کے دیئے دل میں جلا کر دیکھیں
خواب یادوں کے بکھرتے ہی چلے جاتے ہیں
کس لئے نیند کا احسان اٹھا کر دیکھیں
لذت درد سے محروم ہوا جاتا ہے دل
کیوں نہ پھر زخمِ محبت کوئی کھا کر دیکھیں
بے حسی بڑھتی ہی جاتی ہے زمانے بھر میں
سوئے جذبات کو انسان کے جگا کر دیکھیں

یاس جو کچھ ہے غنیمت ہے زمانے میں وہی
جو میسر نہ ہوا اس کی دعا کر دیکھیں

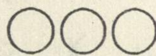
بعد مرنے کے نہ ہو پائے گی تسکین جمال
کیوں نہ قبر اپنی گلوں سے ہی سجا کر دیکھیں

کوئی درماندہ مسافر نہ پلٹ آیا ہو
آخر شب ہی دیا کوئی جلا کر دیکھیں

کیوں نہ ہمراہ چلیں دور نوی کے ہم بھی
آؤ جوڑے میں کوئی پھول سجا کر دیکھیں

درد بخشا ہے جنہوں نے مجھے دنیا بھر کا
ان کو بھی درد کا افسانہ سنا کر دیکھیں

کھل ہی جائے گا بھرم ان کی وفا کا شہناز
بیوفائی کا ذرا ان سے گلہ کر دیکھیں



اس حقیقت کا میرے دوست ہے اقرار مجھے
میں گنہگار وفا ہوں نہیں انکار مجھے

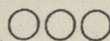
میرا مذہب ہے محبت میرا مشرب ہے وفا
دشمنوں سے بھی ہے اپنوں کی طرح پیار مجھے

خامشی ہے میری احساس ادب کی شاہد
کون کہتا ہے نہیں جرات اظہار مجھے

منزل حق و صداقت میں ہوں سرگرم سفر
رہ بدلنے نہیں دیتا میرا کردار مجھے

درد و آلام نے لوٹا ہے میرا صبر و سکوں
چھاؤں دنیا میں مسرت کی تھی درکار مجھے

غیر تو غیر ہیں غیروں سے گلہ ہو کیونکر
اب تو اپنے بھی سمجھنے لگے اغیار مجھے
میں ہوں خاموش یہ اک راز نہاں ہے شہناز
یہ غلط ہے کہ نہیں جرات اظہار مجھے



حرصِ و ہوا سے پیار کا رشتہ بھی چھوڑ دے
یہ راستہ غلط ہے یہ رستہ بھی چھوڑ دے

ترکِ گناہ ترکِ تمنا کا ذکر تھا
یہ تو نہیں کہا تھا کہ دنیا بھی چھوڑ دے

اپنا کے خواہشوں کو نہ دنیا ملی نہ دیں
حُسنِ طلب بھی حُسنِ تقاضا بھی چھوڑ دے

آلائشِ جہاں سے کہا تھا پناہ مانگ
یہ تو نہیں کہا غمِ عقبیٰ بھی چھوڑ دے

اے دل میں کچھ سکون کے لمحے بسر کروں
کچھ دیر کے لئے مجھے تنہا بھی چھوڑ دے

جو کچھ ترے نصیب میں تھا تجھ کو مل گیا
جو مل سکا نہ اس کا تقاضا بھی چھوڑ دے

○○○

دنیا میں رہ کے دنیا سے لے درسِ زندگی
شہنازؔ ماسوا کی تمنا بھی چھوڑ دے

پھر دوبارہ لکھ کر دیں

5

میری لب کشائی کی تھی یہ کیسے گا جنوں زمانہ

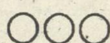
○ ○ ○

میرے دل کی وحشتوں کا ہے بنا دیا فسانہ
میں نے لب کشائی کی تھی یہ جنوں کا تھا زمانہ
میری چاہتوں کا بدلہ کیا یہی ہے میرے ہمدم
میں نے اپنا تجھ کا مانا تو نے غیر مجھ کو جانا
میری زندگی کے مالک تجھے کیا ہوا ہے جانے
میرا دل دکھاتے رہنا یہ نہیں ہے دوستانہ
میرے شوق رہبری کی کبھی انتہا نہ ہو گی
مرا دل بھی ہے پرانا مرا عشق بھی پرانا
کسی راہبر کا مجھ کو بھلا انتظار کیوں ہے
مرا عشق جاودانہ ترا حسن جاودانہ

تیرے عشق کی حدوں سے کبھی اس طرف نہ نکلی
جو زمانہ کر رہا ہے مرا ذکر غائبانہ
میرے دل سے کیوں ابھی تک یہ دھواں سا اٹھ رہا ہے
بجلی
کہ گری تھی جس پہ نہ تھا میرا آشیانہ
یہ خرد کی شوخیاں ہیں کہ جنوں کی مستیاں ہیں
یہ ہے مرض تو پرانا مگر اس کو کس نے جانا

تیرے حدوں کو ضرورت ہے نہیں دریائی
جستجو میں اسکی منزل کے تو باہر نکلے

تیرے عشق کی حدوں کو کبھی پار کر گیا ہے
کیوں زمانہ کر رہا ہے مرا ذکر غائبانہ
کہ گری سی آشیاں نہیں ہے کوئی پاسباں نہیں ہے
نہ دل سکے مقدر مرے سجدے غائبانہ
میری چاہتوں کے در مجھے لکھ دیا ہے تو نے
میں نے اپنا تجھ کو جانا تو نے غیر مجھ کو جانا



قید سے نکلوں ملے تازہ ہوا سانس تو لوں
مجھ کو آزاد مری سوچ کے لمحو کر دو

میرے جذبوں کو ضرورت ہے نئی دنیا کی
جستجو میں اسی منزل کی میں چل نکلی ہوں

ایسی منزل جو سکوں کی مجھے دولت بخشے
نکہت و رنگ خیالات میں میرے بھر دے

حُسن ہی حُسن نظر آئے مجھے دنیا میں
مشکلیں راہ کی سب ایک طرف ہٹ جائیں

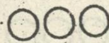
ابر ظلمت کی نگاہوں سے مری چھٹ جائیں
یہ جہاں سب کے لئے امن کا گہوارہ ہو

زندگی جیسے کوئی نور کا فوارہ ہو
ہر طرف مہر و محبت کے نظارے دیکھوں

تابدار اپنے مقدر کے ستارے دیکھوں
شہناز ماسوا کی تمنا بھی چھوڑ دے

یہی ہے آرزو اپنی کہ میں اک زندگی بخشش [illegible]
بدل جائے گی [illegible] زندگی [illegible] مختار [illegible] زندگی ہم [illegible]

بدل جائے گا سب کچھ اگر اللہ [illegible] اگر [illegible]
ہمارا سب کچھ دنیا ہے ہمارا [illegible] ہے ۔



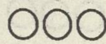
میری ہستی مرے افکار کا آئینہ خانہ ہے
جنونِ شوق سے اس انجمن کو پھر سجانا ہے

یہی ہے آرزو میری دوام زندگی پاؤں
طلب فردوس و جنت کی تو اک رنگین بہانہ ہے

مقامِ زندگی ملتا ہے اس کو بامِ رفعت پر
ودیعت جس کو فطرت سے طبیعت عاجزانہ ہے

بدل جائے یہ سب کچھ انقلاب ایسا کوئی آئے
نہ اپنے حق میں دنیا ہے نہ حق میں یہ زمانہ ہے

چلے گا کاروبار دہر اب شہناز یہ کیونکر
یہاں تو ایک اک انسان کا دل عامرانہ ہے

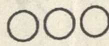


دل کی سچائیاں گو تلخ نظر آتی ہیں
زندگانی میں مگر رنگ تو بھر جاتی ہیں

یہ بظاہر تو گذرتی ہیں گراں ہستی پر
آئینے دل کے منور بھی تو کر جاتی ہیں

آبلہ پا ہوں مگر عزم سفر کرتی ہوں
منزلیں خود مجھے قدموں میں نظر آتی ہیں

تلخیوں کا اگر ادراک ہو حاصل شہنازؔ
قسمتیں حسن حقائق سے سنور ہو جاتی ہیں



مقدر کو پھر آزمانے لگی ہوں
تدبر سے تدبیر پانے لگی ہوں

بھٹکتے بھٹکتے بہت تھک گئی ہوں
نیا اک جہاں میں بنانے لگی ہوں

جنوں ہے فسوں ہے ترنم نہیں ہے
تجھے ہم نوا میں بنانے لگی ہوں

سنا ہی نہیں تو نے میری نوا کو
نیا جذب اب آزمانے لگی ہوں

ہر اک تار ٹوٹا ہے اس سازِ دل کا
میں آواز اس کو بنانے لگی ہوں

ہواؤں کے رخ پہ سفینے بہا کے
میں بجھتا دیا پھر جلانے لگی ہوں



نہ سمجھتے جو کہیں اور بھی ناداں ہوتے
کچھ بھی ہم ہوتے مگر کاش کہ انساں ہوتے

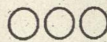
تم کو دعویٰ کہ بھنور سے بھی نکل جاؤ گے
ہے دعا اپنی کہ بپھرا ہوا طوفان ہوتے

ہم بنا لیتے تمہیں وقت کے دھاروں کا اسیر
اور اس بات پر اے کاش کہ نازاں ہوتے

تیز آندھی بھی سفینے نہ اڑا سکتی تھی
ساتھ چلتے ہوئے اے کاش کہ شاداں ہوتے

تھا نہ کچھ شوق کہ رسوا ہوں زمانے بھر میں
تم بھی اے کاش مگر اس سے گریزاں ہوتے

اور لاتے نہ کبھی حرف تمنا لب پر
تم جو شہنازؔ کے دکھ درد کا درماں ہوتے



کیوں تھا منظور تجھے ترک تعلق ہم سے
تو نے اک بار بھی وعدہ نہ نبھایا ہم سے
ہم تو ہم راز تمہارے تھے مگر تم نے تو
اپنے جیون کا ہر اک پہلو چھپایا ہم سے
زندگی تیری تو رازوں سے بھرا بستہ تھی
دور بھاگا کبھی خود اپنا بھی سایہ ہم سے
ہم کو ہر زخم نیا جب بھی ملا تجھ سے ملا
سچ بتا دکھ کبھی تو نے بھی ہے پایا ہم سے
اب تو ہے وقت زمانے کو بتانا ہو گا
کیا دیا اس نے ہمیں اور کیا پایا ہم سے

○○○

بے وجہ خندہ زن ہوں حقیقت نہ پوچھیے
میری زباں سے میری حکایت نہ پوچھیے

سہہ سہہ کے دکھ زمانے کے کھا کھا کے ٹھوکریں
کیا ہو گئی ہے اب میری حالت نہ پوچھیے

دنیا کے دل سے رنگِ مروت کہاں گیا
کیوں لٹ گئی ہے پیار کی دولت نہ پوچھیے

اللہ سے کسی کو محبت نہیں رہی
دولت سے ہو گئی ہے عقیدت نہ پوچھئے

ملتا نہیں خلوص کسی کی نگاہ میں
کیوں منہ چھپا رہی ہے شرافت نہ پوچھئے

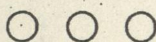
بازارِ حرص میں ہے طلب جنسِ حرص کی
کم ہو گئی خلوص کی قیمت نہ پوچھئے

شہنازؔ مل سکی نہ ہمیں دولتِ نظر
کس درجہ ہم نے کی ہے ریاضت نہ پوچھئے



یہ محبت بھی کیا عجب شے ہے
یہ محبت بھی کیا عجیب شے ہے
خود فریبی کا ساتھ دیتی ہے
میری ہستی ہے تیرے ہجر میں گم
کتنے انہونے خواب بنتی ہے
پھول یادوں کے تیری چنتی ہے
دوش میں تجھ کو دے نہیں سکتی
تیری ہر بات کو سمجھتی ہوں
تیرے جذبات کو سمجھتی ہوں
تیرے انداز کو سمجھتی ہوں
پھر بھی میں اعتبار کرتی ہوں

اور تیرا انتظار کرتی ہوں
جانتی ہوں کہ تو بھی میرے بغیر
کتنا تنہا سا لگ رہا ہو گا
اور میری طرح سے تیرا بھی
دل وہاں پر نہ لگ رہا ہو گا
اور میں وقت کا ہر اک لمحہ
اس طرح کاٹتی ہوں گن گن کر
وقت ہو گا وہ کونسا جب تو
میرے نزدیک آن بیٹھے گا
اور بتلائے گا یہ دھیرے سے
کیسے گذارا تھا وقت میرے بغیر



میرے حال زار پر اس نے ترس کھایا نہ تھا
دے کے غم وہ پرسشِ غم کے لئے آیا نہ تھا
منزلِ مہرِ وفا پہ سوچ کے رکھنا قدم
اے دلِ نادان تجھ کو میں نے سمجھایا نہ تھا
بند دروازہ رکھا جس پر خیال و خواب کا
بند کھڑکی کھٹکھٹانے سے وہ باز آیا نہ تھا
جس کے خوابوں اور خیالوں میں بسر کی زندگی
اس کو بھولے سے کبھی میرا خیال آیا نہ تھا
میری آنکھوں میں تھے آنسو اس کے ہونٹوں پہ ہنسی
توڑ کر دل وہ تغافل کیش پچھتایا نہ تھا

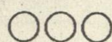
چل دیا ناراض ہو کر جانے وہ کس بات پر
اس کو میں نے کوئی بھی تو رنج پہنچایا نہ تھا

میں ہی سادہ دل تھی اس پر جان بھی کر دی نثار
سچ تو یہ ہے اس نے مجھ کو دل سے اپنایا نہ تھا

رات کا پچھلا پہر تھا زرد رو تھی چاندنی
چاند نے شاید ضیاء دے کر بھی بہلایا نہ تھا

کس طرح شہناز کھلتا اس پہ میرے دل کا حال
عرضِ مطلب کا زباں نے حوصلہ پایا نہ تھا

○○○



نہیں نہیں میری منزل ابھی نہیں آئی
ابھی نصیب میں باقی ہے بادہ پیمائی

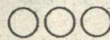
ابھی ہے جذب و محبت سے میرا دل محروم
ابھی نگاہ نے بالیدگی نہیں پائی

میں جا کے چاند ستاروں میں گھر بنا لیتی ہوں
فلک رسائی کی قسمت ابھی نہیں پائی

ابھی تو چاند ستاروں کا حسن دیکھا ہے
تلاش جس کی ہے وہ روشنی نہیں پائی

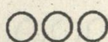
کسی نگاہ میں رنگِ وفا نہیں دیکھا
کسی نگاہ میں بھی دوستی نہیں پائی

ہوا جو آئینہ شہناز دل کا تابندہ
اندھیری رات میں بھی تیرگی نہیں پائی



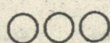
سہنا پڑتا ہے ہر اک کرب اکیلے مجھ کو
درد کی دھوپ میں تنہا ہی چلا کرتی ہوں
سایہ ملتا نہیں رستے میں کہیں بھی مجھ کو
کیا بتاؤں میں مقدر کے جھمیلے تجھ کو
میں نے چاہا کہ میرا درد سمجھ لے تو بھی
دو گھڑی میں بھی ذرا چین سے جی لوں جاناں
وقت کی گرد سے ملبوس اٹا ہے میرا
آ کہ اس گرد کو اب مل کے جھٹک ڈالیں ہم
شدت گردش حالات کو اب ٹالیں ہم
تپتے صحرا سے جو منزل نے پکارا مجھ کو

لڑکھڑاتی ہوئی منزل کی طرف چل نکلی
دکھ اٹھاتی ہوئی منزل کے قریں جا پہنچی
آرزو تھی کہ تو ہی میرا سہارا بن جائے
میری امید کی کشتی کا کنارا بن جائے
تو نے پھیلایا ہوا ہاتھ جھٹک ڈالا ہے
واسطہ کوئی نہ ہو جیسے کوئی کام نہ ہو
تجھ سے وابستہ کبھی جیسے میرا نام نہ ہو
جانے کیوں پھر بھی تجھے ڈھونڈ رہی ہیں آنکھیں
کیا ہوئے وعدے تیرے کیا تیرے اقرار ہوئے
کیا ہوا پیار ترا اب وہ محبت ہے کہاں
ہے وہ اخلاص کہاں اور مروت ہے کہاں
میرے خوابوں ہی میں آ میرے خیالوں ہی میں رہ
میں کسی رنگ سے محسوس تو کر لوں تجھ کو
اپنی چاہت بھری آغوش میں بھر لوں تجھ کو



ڈوبتی شام کا سایہ ہوں میں ڈھل جاؤں گی
تیری دنیا سے کہیں دور نکل جاؤں گی
میرا موہوم تمناؤں سے دامن بھر کے
تو نے سمجھا کہ کھلونوں سے بہل جاؤں گی
چلتے چلتے کبھی مل جائے گی منزل مجھ کو
گرتے گرتے میں کسی روز سنبھل جاؤں گی
تو نے جو آگ مرے دل میں فروزاں کی ہے
صورتِ شمع اسی آگ میں جل جاؤں گی
چاند کے روپ میں سو بار میرے سامنے آ
کوئی نادان نہیں ہوں کہ مچل جاؤں گی

زندگی میری بدل کر تو بدل لاکھ مگر
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ بدل جاؤں گی
اس کی یادوں کو سجاؤں گی لہُو سے شہنازؔ
کر کے تعمیر حسین تاج محل جاؤں گی



چبھن کا ذوق تھا تجھے
تو سہ لیا ہر اک کرب
گلہ نہیں کیا کبھی
کہ آبلے ہیں پاؤں میں
اسی نشے میں چور تھے
کہ ہم سفر ہے تو میرا
مجھے جنوں تھا مان تھا
کہ تو ہی میری جان تھا
مگر مجھے بتا ذرا
یہ آج تجھ کو کیا ہوا

حصار ذات میں پھنسا
نہ دھیان رکھ سکا میرا
نہ مان رکھ سکا میرا
تو جان ہم سفر کہ جب
نہ جسم ہو نہ جان ہو
تو زندگی کا کیا مزہ
سب آن بان بے مزہ
اے میرے ہمسفر بتا
وہ کونسا ہے راستہ
کہ جس کی اپنی شان ہو
کہ جس کی اپنی آن ہو
سلگ رہی ہیں حسرتیں
یہ میری اپنی راہ میں
لٹا دیا ہے زاد راہ
میں نے تیری چاہ میں
میں آج خالی ہاتھ ہوں
مگر میں تیرے ساتھ ہوں



جب آرزو نہیں تھی کوئی مدعا نہ تھا
درپیش میرے دل کو کوئی مرحلہ نہ تھا

ایسے بھی کارواں ملے راہِ حیات میں
ہر شخص ہمسفر تھا مگر آشنا نہ تھا

ہر نقش پہ جبینِ محبت نہ جھک سکی
جو نقش بھی ملا وہ ترا نقشِ پا نہ تھا

جب تم خفا ہوئے تو زمانہ خفا ہوا
تم مہرباں تھے تو کوئی بھی خفا نہ تھا

روداد غم زباں پہ لاتے تو کس طرح
محفل میں تیری کوئی بھی غم آشنا نہ تھا

ہم سوچتے تھے ترکِ وفا میں ہے عافیت
ترکِ وفا کا دل کو مگر حوصلہ نہ تھا
مشکل کے وقت نام تھا تیرا زبان پر
یہ آسرا تھا اور کوئی آسرا نہ تھا
میری یہ کم نصیبی کہ مانگا نہ میں نے کچھ
میری زبان پر کوئی بھی حرف دعا نہ تھا
رحمت کا باب کھلنے کی تھی منتظر نگاہ
در کونسا تھا ایسا جو مجھ پر کھلا نہ تھا
یہ اور بات پا نہ سکا منزل مراد
نالہ میرا خدا کی قسم نارسا نہ تھا
دنیا ہماری راہ کی دیوار بن گئی
ورنہ دلوں میں اپنے کوئی فاصلہ نہ تھا
سب کچھ خدائے عشق کے تھا اختیار میں
لیکن میری وفاؤں کا کوئی صلہ نہ تھا
شہناز ہم نے ایسے گذاری ہے زندگی
دنیا میں جیسے کوئی ہمارا خدا نہ تھا

○ ○ ○

مصیبتیں ہیں بہت زندگی کی راہوں میں
چھپا لے کاش کوئی مجھ کو اپنی بانہوں میں
نگاہ کر نہ سکے اپنے دل کی جانب ہم
وہ ایک عمر سے تھے دل کی جلوہ گاہوں میں
پڑا جو وقت تو دنیا نے پھیر لیں آنکھیں
نہ خیر خواہ ملا کوئی خیر خواہوں میں
ہے التجا یہی شہناز کی مرے مولا
شمار حشر میں ہو میرا بے گناہوں میں



خود داری و خود بینی کا پرتو ہے مری ذات
آئینہ تقدیسِ نظر ہیں مرے جذبات
آمادہ الطاف و کرم ذات ہے اس کی
میں کس سے کہوں تنگی داماں کی حکایات
میں دین کے قابل ہوں نہ دنیا ہی کے لائق
لے ڈوبے مجھے میرے ہی ناداں خیالات
دل عرض تمنا کا سلیقہ نہیں رکھتا
فطرت تو سدا رہتی ہے مائل بہ التفات
تسکین مرے دل کو ملے کیسے جہاں میں
رہتے ہیں سدا میرے مخالف میرے حالات

اللہ سے بڑھ کر نہیں کوئی بھی سہارا
ہے کوئی سہارا تو ہے اللہ کی اک ذات
ذلت کے سوا کچھ بھی انہیں ہاتھ نہ آیا
شہناز جو بھولے ہیں بزرگوں کی روایات

○○○

فریب کھا کے حسینوں سے وفا کے نام پر میں
ترا تو کیا مجھے اپنا بھی اعتبار نہیں

○○○

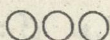
وفا پرست نہیں جو وفا شعار نہیں
وہ شخص کیا جسے انسانیت سے پیار نہیں
فریب کھائے ہیں دنیا میں اس قدر میں نے
ترا تو کیا مجھے اپنا بھی اعتبار نہیں
بجائے پھولوں کے شاخوں پہ زخم ہیں خنداں
تھے انتظار میں جس کے یہ وہ بہار نہیں
سوائے درد کے کوئی نہیں میرا مونس
سوائے غم کے کوئی میرا غم گسار نہیں
بہا رہا ہے مرا دل تو خون کے آنسو
خدا کا شکر مری آنکھ اشکبار نہیں

کچھ اس طرح سے مجھے راس آگئی ہے تنہائی
مجھے کسی کا بھی دنیا میں انتظار نہیں
قصور میرا ہے میں نے ہی اس کو چاہا ہے
گنہ گار ہوں میں وہ گنہ گار نہیں
کنارہ کر لیا دل سے بھی اپنے اے شہناز
جہاں میں کوئی بھی اب میرا راز دار نہیں

قصور میرا ہے میں ہی وفا شعار رہی
گنہ گار ہوں میں وہ گنہ گار نہیں



اللہ مجھ کو جذبہ حق آشنائی دے
باب اثر پہ میری دعا کو رسائی دے
بیداری نگاہ نہ جس کو نصیب ہو
اس کو تو آفتاب بھی ذرہ دکھائی دے
کھوئی ہے تیری یادوں میں کچھ ایسے زندگی
دھڑکن میں تیرے قدموں کی آہٹ سنائی دے
بھر کر مسرتوں سے مرا دامن حیات
زنجیر درد و غم سے مجھے بھی رہائی دے
شہناز کی نہیں ہے کوئی اور آرزو
مولا در رسولؐ کی اس کو گدائی دے

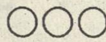


یوں تو ہر لمحے ترا ساتھ میری چاہت ہے
ترا احساس ترا پیار میری جنت ہے
پھر بھی کچھ لمحے ترے بن بھی گذارے میں نے
وقت کا کرب اکیلے بھی سہا ہے میں نے
آج جیون کی کڑی دھوپ میں چلتے چلتے
تھک گئے پاؤں میرے آگ میں جلتے جلتے
آبلہ پائی سے آزردہ نہیں ہوں جاناں
تلخی دور سے درماندہ نہیں ہوں جاناں
عزم بھی دل میں ہے اور عزم سفر بھی جاناں
وقت کی گرد نے راہوں کو میری ڈھانپا ہے!

جانے کیوں روح میری آج تھکی جاتی ہے
راہ جیون کی ہر اک دھندلی ہوئی جاتی ہے
میں نے جنون کے ہر اک پل متحرک رہ کر
بڑھ کر منزل کی ہر اک راہ کو اپنایا ہے
روح زخمی ہے اور احساس کرب جاگا ہے
ہو گیا کچا مری روح کا ہر تاگا ہے
میرے اپنے جو میری روح میرا جیون ہیں
آج ڈسنے کے لئے ناگ بنے جاتے ہیں
میرے اعصاب شکنجے میں کسے جاتے ہیں
کیوں نہیں ان کو یہ احساس کہ سارا جنوں
صرف ان ہی کے لئے میں نے بتایا اب تک
صرف ان ہی کے لئے خود کو تھکایا اب تک
آس کی ڈور بندھی رکھی ہر اک سانس کے ساتھ
پھانس بھی چبھتی رہی آس کی ہر سانس کے ساتھ
میں بھی انسان ہوں سینے میں دھڑکتا دل ہے!
اپنے ارمانوں کو سینے میں چھپا کر اب تک
اپنے جذبات کو ہر اک سے چھپا کر اب تک
چاہتیں بانٹی ہیں دنیا کو محبت دی ہے

خود ٹھٹھرتی رہی دنیا کو حرارت دی ہے
آج کچھ کرب مرا آؤ ذرا بانٹ ہی لو!

اس سے پہلے کہ چھناکے سے میرا دل ٹوٹے
کرچیاں اس کی بکھر جائیں تیرے پاؤں تلے
رکھ تو آہستہ قدم بڑھ کے مجھے تھام بھی لے
میرے ہمراہی تو ہمت سے ذرا کام تو لے
تیری بھرپور محبت جو میری رہبر ہے
اک نیا عزم جگا دے گی میرے جیون میں
اک نئی بزم سجا دے گی میرے جیون میں
آ بھی جاؤ نا ذرا دیر میرے ساتھ چلو
تھک کے بیٹھو نا ذرا دیر میرے ساتھ چلو



لہو سے اپنے گلستاں کو لالہ زار کریں
روش روش کو بہاروں سے ہمکنار کریں
تلاش کرتی ہوئی آئے خود ہمیں منزل
جہاں میں ایسی کوئی راہ اختیار کریں
سبق سیکھا کے وفاؤں کا بے وفاؤں کو
دلوں میں ربط محبت کو استوار کریں
دعائیں مانگیں شب و روز دشمنوں کے لئے
مخالفوں کو ز راہ خلوص پیار کریں

وہ جس نے سلطنت پاک ہم کو بخشی ہے
درِ خدا پہ نہ کیوں سجدہ ہزار کریں
یہی تقاضا ہے شہناز اپنی غیرت کا
فقط خدا کے سہارے پہ انحصار کریں

○○○

○○○

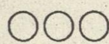
جب سے ان کا مزاج برہم ہے
دل پریشاں ہے آنکھ پرنم ہے

کوئی صیقل اگر اسے کر دے
ساغرِ دل یعنی ساغرِ جم ہے

اللہ اللہ ستم ظریف یہ دوست
دے کے غم پوچھتا ہے کیا غم ہے

پوچھئے کہ [illegible] ستم رسیدوں سے
زندگی شعلہ ہے کہ شبنم ہے

دم نہ آیا تو خاک کی ڈھیری
آ گیا دم اگر تو آدم ہے
ہاتھ آتی ہے خوش نصیبی سے
دولت دل ہی دولت غم ہے
کہیں شہناز جھک نہیں سکتا
در اللہ پر جس کا سر خم ہے



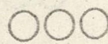
صدق دل سے جو کوئی محو دعا ہوتا ہے
جو بھی مانگے اسے فطرت سے عطا ہوتا ہے
گرمیٔ جذبہ کردار ہو جس کو حاصل
غم کی زنجیر سے وہ شخص رہا ہوتا ہے
کوئی فطرت کے تقاضوں کو بدل سکتا ہے
جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے خدا ہوتا ہے
اپنے بندوں کی وہ کرتا ہے حفاظت خود ہی
جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے خدا ہوتا ہے

کانٹے جو بوئے اسے پھول نہیں مل سکتے
جو بھلا کرتا ہے اس کا بھی بھلا ہوتا ہے

درِ جاناں پہ رسائی کوئی آساں تو نہیں
حق محبت کا تو جاں دے کے ادا ہوتا ہے

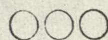
کون اغیار سے کرتا ہے شکایت شہناز
گلہ ہوتا ہے تو اپنوں سے مگر ہوتا ہے

23



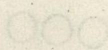
دل میں اک شہر تمنا کا بسا رکھا ہے
تیری یادوں کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
لے گیا ساتھ کوئی تجھ سے چرا کر مجھ کو
اب میری اجڑی ہوئی دنیا میں کیا رکھا ہے
داستانِ غم دل کا ہے جو آنسو محرم
میں نے وہ اشک بھی پلکوں میں چھپا رکھا ہے

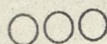
مجھ کو آباد کہ برباد کیا ہے تو نے
دل نے یہ فیصلہ محشر پہ اٹھا رکھا ہے
ہم نے چاہت کو شہناز عبادت سمجھا
ہم نے چاہت ہی کو ایمان بنا رکھا ہے



پر نور وفا سے تیرا سینہ ہی نہیں ہے
حاصل تجھے جینے کا قرینہ ہی نہیں ہے
رفعت کے فلک پر ہو رسائی تیری کیسے
نظروں میں تری فکر کا زینہ ہی نہیں ہے
مل سکتی نہیں تجھ کو گناہوں سے معافی
ماتھے پہ ندامت کا پسینہ ہی نہیں ہے
کس طرح تجھے حسن کے جلوے نظر آئیں
قسمت میں تیری دیدہ بینا ہی نہیں ہے

ہستی کے سمندر میں ہیں گرداب ہزاروں
حاصل تجھے جرات کا سفینہ ہی نہیں ہے
شہناز کبھی اس پہ بھی کچھ غور کیا ہے
مرنا بھی ہے ایک دن تجھے جینا ہی نہیں ہے





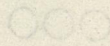
جب مری روح کے تاروں کو ہلاتا ہے کوئی
سہدی گیت محبت کے سناتا ہے کوئی

کھوئی رہتی ہوں میں دن رات انہیں خوابوں میں
جاگتی آنکھوں سے جو خواب دکھاتا ہے کوئی

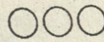
دل خزاں میں بھی بہاروں کے مزے لیتا ہے
باغ تخئیل میں وہ پھول کھلاتا ہے کوئی

میں خیالوں کو حقیقت ہی سمجھ لیتی ہوں
اس طرح آ کے مرے ناز اٹھاتا ہے کوئی

اپنے اپنے ہیں مقدر کی یہ باتیں شہناز
مسکراتا ہے کوئی اشک بہاتا ہے کوئی



شامل کرنا ہے



یہ تیری ہستی تو بیکراں ہے
نہ خود کبھی اس کو پا سکیں گے
ہیں ہفت افلاک راستے میں
نہ اڑ کے بھی تجھ تک آ سکیں گے
پرے افق کے ہے کیسی وادی
خیال تک بھی نہ لا سکیں گے

یہ راز تو راز ہی رہے گا
یہ راز ہر گز نہ پا سکیں گے
یقیں نہیں ہے گماں نہیں ہے
کہاں ہے تو اور کہاں نہیں ہے

کی محمد سے وفا

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں
نہ وہ حسن میں رہی شوخیاں نہ وہ عشق میں رہی مستیاں
نہ وہ غزنوی کی تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں
میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

بیٹی میری

بیٹی ہی تو ماں ہوتی ہے۔
بیٹی میری چھاؤں جیسی۔
ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں جیسی
سکھ مجھ کو پہنچاتی وہ ہے۔
خوشیاں لے کر آتی ہے وہ۔
بیٹی میری پیار کا فخر

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر



رہی ہوں کب سے اے شہناز اپنی آگ میں
صریرِ خامہ کی شعلہ نوائی دیکھیے